قیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ

رسالہ مولفہ مدرس علوم عقلیہ و نقلیہ جناب مولوی محمد سراج الدین صاحب دام ظلہ



مسمی بجامع البرکات فی مسائل الزکوۃ



در قصبہ موہان متعلقہ سلطنت لکھنؤ بچھاپہ خانہ حسنی سید میر حسن
رضوی در سنہ ۱۲۶۱ ہجری قدسیہ حلیۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار ہزار گوہر آبدار حمد اور شکر بے شمار بارگاہ اوس بے نیاز کو

کہ جسنے مشت خاک کو کیمیا اثر سے کندن کیا اور

معدن گنج معرفت بنایا اور تجلی توفیق سے دل کو نور

بخشا اور زیور نعمت و حکمت پہنایا اور شریعت کی

ٹکسال مین جانچا اور آتش شوق محبت مین بالقصد جان

کو ایمان اور اخلاص کے سانچے مین ڈھالا اور درہم

دل کو کلمہ کا روپیا بنایا فالحمد للہ کا سکہ سب کی

زبان پر ہمارا جب روز ازل کو **الست بربکم** سنایا او
اشرفیان درود اور سلام کی پیشکش درگاہ خدام
اوس کان خُلق عظیم کے کہ جسکی اشرفیت اور فضلیت
سب انبیا اور ملائکہ پر ثابت کی اور اوسکی نصاب
رسالت کے صدقے کا تمام عالم کو مصرف ٹہرایا اور
صد رحمت اوسکے آل و اصحاب پر کہ جسکا دین احسان
ہر دیندار کی گردن پر رکھا اور اونکی محبت کے دنیا
کو سرمایۂ آخرت بنایا الٰہی ہماری تجارت مین
اپنے فضل سے نفع دے اور ناکارہ جنس کو قبول
کر کے زر خالص ثواب اور مغفرت کا بخش اور پیغمبر کی
شفاعت اور اپنے دیدار کی دولت مین نصیب کر
جیسا کہ تو نے وعدہ فرمایا اور بعد حمد اور درود
یہہ چند فصلین ہین زکات کے اور اوسکے مناسب کے

بیان مین بموجب فرمایش مخزن حلم وحیا معدن صفوت
وصفا یاقوت کان سیادت لعل بدخشان سعادت
شجرۂ طیبۂ زمن مولوی سید ریاض الحسن کے اردو
زبان مین لکھی گئی ہین کہ کم علم بھی اس سے بہرہ ور ہون
اور نصیبا ہوین اور امید ہے اس مین قرائن سے فیض کے
جانا چاہیے کہ اس رسالہ مین آٹھ فصلین ہین پہلی
فصل مین زکات کے معنی کا بیان ہے دوسری
فصل مین زکات کے فرض ہونے کا بیان تیسری
فصل مین عذاب کا بیان زکات نہ دینے پر چوتھی
فصل مین مغفرت اور ثواب ملنے کا اور اوسکے ضائع
ہونے کا بیان پانچوین فصل مین زکات کے واجب
ہونے کی اور ادا کرنے کی شرطون کا بیان چھٹی فصل
مین نصاب کا اور زکات کی قدر کا بیان ساتوین فصل

فصل مین اجناس تجارت کا بیان آٹھوین فصل مین بین کا
بیان نوین فصل مین مصرف کا بیان دسوین فصل مین صدقہ
فطر کا بیان گیارہوین فصل مین مسائل متفرقہ کا
بیان بارہوین فصل مین وزن کا بیان پہلی فصل زکوٰۃ
کے معنی کے بیان مین زکاۃ کے معنی لغت مین
پاک کرنا اور زیادہ کر دینا چیز کو اور جامع الرموز مین
مفردات سے نقل کیا کہ لغت مین زکاۃ کے معنی بڑہوتی
جو حاصل ہو اللہ کی برکت سے اور شرع مین دو معنی پر بولتے
ہین ایک تو وہ قدر معین مال کی جو نصاب مین سے اوسکے
مستحق کو دی جاتی ہے اور دوسری دینا اوسقدر کا یعنے
مالک کر دینا ایک قدر معین کا نصاب کے مال سے اوسکے
مستحق کو ساتھہ شرطون کے جو آگے بیان ہوتی ہین اور معنی
لغوی اور شرعی مین مناسبت صریح ہی کیونکہ مالک کر دینے

مال کو خباثت سے اور دل کو بخل سے اور پاک کرتی ہے
گناہوں سے اور بڑھاتی ہے مال کو اللہ کی برکت سے او
بڑھاتی ہے اجر اور ثواب کو عقبے میں اور بعضے
ہیں زکات کے معنی لغت میں تنمیہ اور عشر کے ہیں
اور یہ موجب نعمت اور عشرت کا ہے دنیا اور آخرت
اور زکات شکر ہے مال کا اور شکر سبب ہوتا ہے
ہے اور اوسکی ترقی کرتا ہے دنیا اور آخرت میں
قرآن میں لئن شکرتم لازیدنکم ہے یعنے اگر شکر کروگے
تو میں تمکو بڑھاونگا اور بہت کچھ دونگا اس بیان سے
معلوم ہوا کہ اگر دعوت کرے کھانا کھلا دے زکات
کی نیت سے تو ادا ہوگی مگر کھانا کھلانے کی جنس [illegible]
مالک کردے تو ادا ہوجاویگی اور معلوم ہوا کہ اگر [illegible]
اگر اوسکا کام کردے یا گھر پہنچادے کو تو زکات ادا [illegible]

کو نفع پہنچایا اور مال نہیں دیا لیکن یہہ جو کہتے ہیں کہ نصاب مین
بیچ دیے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیمت دینا درست نہو مگر
یون کہا جاوے کہ قیمت اوسکی بہ حکم مین اوسکے ہے گویا یہہ قیمت اوسکی
گہرا ہے اور آگے اسکا ذکر تفصیل سے آویگا دوسری

فصل زکات کے فرض ہونیکے بیان مین زکات

ایک رکن اسلام کا ہے بعد نماز کے اور بہت سی جگہ قرآن شریف
میں خدا تعالی نے نماز کے ساتھ اوسکا ذکر کیا ہے
اور اسی واسطے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ جو کوئی فرق کریگا نماز میں اور زکات میں یعنی ایک کو فرض
جانیگا اور دوسرے کو فرض نجانیگا تو اوسکو قتل کرونگا اور دو
سال میں ہجرت کے قبل فرض ہونے رمضان کے زکات فرض ہوئی مگر ابتدا
میں فرض نہیں تھی اور اوسکے فرض ہونے پر امت محمدی کا اجماع ہو گیا ہے منکر اوسکی کافر
اسکا حکم فرمایا اللہ تعالی نے اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ یعنی قائم کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً فِیْ اَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ یعنے اللہ نے فرض کی ہے اون لوگوں پر زکات لیجاوے اونکے مالداروں سے پھر دیجاوے اونکے محتاجونکو اور جب کسی پر زکات فرض ہو تو جلد ادا کرے کہ محتاجونکا کام چلے اور بلا عذر دیر کرنے میں گنہگار ہوتا ہے قابل قید اور تعزیر کے اور اوسکی گواہی شرع میں قبول نہیں ہوتی تیسری

فصل عذاب کے بیان میں زکات نہ دینے پر فرمایا خدا تعالے نے وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝ یعنے وہ لوگ کہ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور خرچ نہیں کرتے

اوسکو اللہ کی راہ مین سو اونکو خوش خبری سنا درد کے عذاب کی
جسدن دہکایا جاویگا وہ مال دوزخ کی آگ مین پہر داغے
جاوینگے اوس سے اون کے ماتہے اور کروٹین اور پیٹہین کہا
جاویگا کہ یہہ وہ ہے جو تمنے جمع کیا اپنی جانون کے واسطے اب
چکہو مزا اپنے جمع کرنیکا اور بیضاوی مین صحیح بخاری اور صحیح
مسلم سے حدیث نقل کی ہے مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ
لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ
صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَتُكْوٰى بِهَا جَبِيْنُهٗ وَجَنْبُهٗ وَظَهْرُهٗ
یعنے جو کوئی سونے چاندی والا اوسکا حق نہ ادا کریگا قیامت کے
اوسکے واسطے تختی آگ کے بناوینگے یعنے مثل آگ کے ہوونگے
گے لال ہوکر پہر داغینگے اوس سے اوسکی پیشانی اور پہلو
اور پیٹہہ تیے جیسا کہ اس نے ترش روئی فقیرون اور حق
دارون سے کی تہی اور پیٹہہ پہیری تہی اور کوکہیں بہلائی نہین نہ

مال سے ویسے ہی سب اٹھا جاتا ہے اور جو خرچ کرنے سے اللہ
کی راہ میں بچے گا اوس مال کا حق واجب ادا کرے یعنی زکات
اور جب حق مال کا ادا کیا تو پھر وہ مال کنز نہیں کہ جس پر
عذاب ہو حدیث شریف میں آیا ما ادی زکوٰتہ فلیس بکنز
یعنی جس مال کی زکات دی گئی وہ کنز نہیں ہوا اوس پر عذاب
نہ ہوگا اگرچہ ہزاروں روپے اور اشرفی اور زیور بہت ہوا
فرمایا خدا تعالیٰ نے وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ
بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ
بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
یعنی گمان نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اوس چیز پر کہ اللہ نے اونکو
دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل اون کے حق میں اچھا ہے بلکہ بہت برا
ہے اون کے واسطے آگے چلکے وہ طوق پڑیگا اونکے جس پر بخل کیا تھا
قیامت کے دن یعنی دنیا میں جو اوس مال کو گلے لگا رکھے اور بری

محبت سے رکھا ویسے ہی وہ مال اب وبال گردن ہوا اور گلے کا ہار

اور مشکوٰۃ شریف میں صحیح بخاری سے حدیث آئی ہے کہ فرمایا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ آتَاہُ اللّٰہُ

مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِہْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ

اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الآیۃ

یعنے جسکو دیا ہو اللہ نے مال پھر وہ اسکی زکات ادا نکرے تو وہ مال

قیامت کے دن ہوجائیگا بصورت گنجے سانپ کے کہ اسکی آنکھوں

پر دو داغ سیاہ ہونگے طوق ہوگا وہ سانپ اسکی گردن کا قیامت کے

دن پھر پکڑیگا اسکے کلے پھر کہیگا میں تیرا مال ہوں اور تیرا خزانہ

پھر پڑھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ

یَبْخَلُوْنَ الآیۃ یعنے مراد اس آیت سے یہی ہے کہ مال سانپ ہوکر گلے …

سورہ [illegible]

ہوگا اور سنن ابی داود میں حدیث ہے اِنَّ امْرَاۃً اَتَتْ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَمَعَہَا ابْنَۃٌ لَہَا وَفِیْ یَدِ ابْنَتِہَا
مَسَکَتَانِ غَلِیْظَتَانِ مِنْ ذَہَبٍ فَقَالَ لَہَا اَتُعْطِیْنَ زَکٰوۃَ
ہٰذَا قَالَتْ لَا قَالَ اَیَسُرُّکِ اَنْ یُّسَوِّرَکِ اللّٰہُ
بِہِمَا سِوَارَیْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ فَخَلَعَتْہُمَا فَالْقَتْہُمَا اِلَی النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ ہُمَا لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُوْلِہٖ

یعنے ایک عورت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر
ہوئی اور اسکے ساتھ اسکی بیٹی تھی اور اوسکی بیٹی کے ہاتھ
میں دو کنگن بھاری سونے کے تھے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
پوچھا آیا تو زکات دیتی ہے اس زیور کی بولی کہ نہیں فرمایا پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کیا تجکو خوش آتا ہے کہ خداتعالے بسبب ان دونوں
کنگن کے دو کنگن آگ کے تجکو پہناوے قیامت کے دن راوی
کہتا ہے پھر اوس عورت نے یہہ کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہے جس کے دو کنگن نکال لئے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

کے حضور میں رکھ دیے اور عرض کی کہ یہ دونو اللہ کے واسطے

ہیں اور اس کے رسول کے پس آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے فقط زکات ادا کرنیکو فرمایا اور نصیحت نے جھگڑا

ہی نہ کیا سب چھوڑ گیا کہ خدا کی راہ میں پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ

وسلم صرف کریں اور سنن ابی داود میں حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا راوی ہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حدیث شریف قالت

دَخَلَ عَلَیَّ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاٰی فِی

یَدَیَّ فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ فَقَالَ مَا ھٰذِہٖ یَا عَائِشَۃُ فَقُلْتُ

صَنَعْتُھُنَّ اَتَزَیَّنُ لَکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ اَتُؤَدِّیْنَ

زَکٰوتَھُنَّ قُلْتُ لَا اَوْ مَا شَاءَ اللّٰہُ قَالَ ھُوَ حَسْبُکِ مِنَ النَّارِ

یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آن حضرت صلے اللہ

علیہ و آلہ وسلم میرے پاس آئے پھر دیکھیں میرے ہاتھوں میں

انگوٹھیاں چاندی کی تو پوچھا اُس نے [illegible] میں
کی کہ میں نے بنائی ہیں کہ اپنا [illegible] اور [illegible]
کے واسطے یا رسول اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible]
کر آیا تو انگلی کاٹ دی تھی میں نے کہا کہ نہیں [illegible]
وہ کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بھی تجھکو کفایت
کرتا ہے عذاب کے واسطے کچھ دوزخ کی احتیاج نہیں چھوڑی

فصل مغفرت اور ثواب ملنے کی اور آدمی بخشے
ہونے کے بیان میں فرمایا اللہ تعالے نے وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ
الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے اور بعضے گنوارے لوگ
وہ ہیں کہ ایمان لائے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ٹھہراتے
ہیں اپنے خرچ کرنے کو سبب اللہ کی نزدیکی کا

اور سبب جواز کے لئے سنا ہے جیسے دعا اونکے حق میں
فرمایئے جو صدقے دے قبول کریگا اونکو اللہ بیشک ہے سنتا اللہ
بخشش کا مہربان تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیا کرتے تھے صدقہ دینے والوں کو
اور استغفار کیا کرتے تھے اونکے واسطے اور اسیواسطے سمجھ
گئی کہ صدقہ تحصیل کرنے والا دعا خیر کرے صدقہ دینے
والے کو اور صلوۃ کا لفظ نہ کہے کہ یہ لفظ خاص ہو گیا ہے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جو فرمایا اللھم صل علی آل ابی اوفی یعنے ای اللہ رحمت
بھیج آل ابی اوفے پر تو آپکو اختیار تھا اپنا لفظ کسی اور
کے حق میں فرماوین جیسا کہ ہے مشکوٰۃ میں عبد اللہ ابن ابی
اوفی سے روایت صحیحین کی آئی ہے کہ جب کوئی قوم کا
لاتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اللھم

صلّ علیٰ آلِ فلانٍ یعنے ای اللہ رحمت بھیج اوپر سبکے
گھروالون پر پھر لایا زکات جب باپ ابو اوفے تو حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللّٰھمّ صلّ علیٰ آلِ ابی اوفیٰ
سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذ من اموالھم صدقةً تطھّرھم
وتزکّیھم بھا وصلّ علیھم انّ صلوٰتک سکنٌ لھم
واللہ سمیعٌ علیمٌ الم یعلموا انّ اللہ ھو یقبل التوبة عن
عبادہ ویاخذ الصدقٰت وانّ اللہ
ھو التوّاب الرحیم یعنے لے اون کے مالون سے
زکات کہ اونکو پاک کرے اوس سے اور بابرکت کرے اونکو
اور دعاے خیر کر اونکے حق مین البتہ تیری دعا راحت اور چین
ہے اونکے واسطے اور اللہ سب سنتا ہے جانتا کیا نہین جان چکے
کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون کی اور قبول کرتا ہے
زکاتین اور اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا ہے مہربان زکات

سے ظاہر و باطن کو پاک اور نورانی ہوتا ہے اور برکت

ہوتی ہے مال میں جیسا کہ فرماتا ہے یمحق اللہ الربوا

ویربی الصدقات یعنی صدقہ اللہ کے ہاتھ میں پڑتا ہے

اور وہ اوسکو بڑہاتا ہے اور ثواب ایک کا سات سو تک

ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ جسکے واسطے اللہ چاہے جیسا حدیث

قرآن میں آیا ہے اور سود کو گھٹاتا ہے یعنی سود خور کا دیوالا

نکلتا ہے قیامت کے دن دیوانوں کی طرح بکیگا کہ ہاے

میرا مال کیا ہوا کچھہ کام نہ آیا اور ثواب جب ملتا ہے جب اوسکی

شرطیں پائی جاویں یعنی طیب خاطر سے دے نیت خالص اللہ کے

واسطے ہو تمام کرنا منظور نہو فقیر کو ایذا نہ دے اوسپر نہ دہرا

نہ دہرے اور نہیں کہ دیا دلایا سب اکارت ہے اور نیکی برباد

گناہ لازم ایسے دینے سے خلق سے بات کرنا بہلا ہے فرمایا

اللہ تعالی نے الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم

لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ
رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ
وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ

یعنے جو لوگ خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین
بعد خرچ کرنیکے احسان نہین رکھتے فقیرون پر اور نہ
ستاتے ہین انکو جتا کرکے اور نہین کوئی ثواب انکا او
رب کے یہان اور نہ ڈر ہے انپر اور نہ وہ غم کھاوینگے
معقول اور درگذر کرنے سائل کی بدخوئی سے بہتر ہے اوس صدقے
سے جسکے پیچھے ستانا ہووے اور اللہ بے پروا ہے انکے صدقے سے
تحمل کرنیوالا ہے کہ تاخیر کرتا ہے احسان کرنیوالون اور ستانے
والون کے عذاب مین اور فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا
صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى یعنے اے ایمان والو مٹاو
اپنی خیرات کو احسان رکھکر اور ستا کر یعنے منافقون کی

طرح سے اپنا ثواب ضائع نہ کرو کہ وہ فقط دکھانیکو خرچ
کرتے ہیں مطلب اس کلام کا یہہ ہے کہ جب اس نے اپنے دانست میں
چھپا کر بھی فقیر پر احسان کیا تو پہر ظاہر میں بہی ایسے
ایسے ہی حرکات صادر ہوتے ہیں کہ ثواب کو مٹاتے ہیں
جیسا اوس شخص سے کہے کہ میں نے تیرے برے وقت میں
خبرگیری کی ہیں نہ دیتا تو تو فاقے سے مرجاتا یا اوس سے اپنی
تعریف اور تعظیم اور خدمت چاہے اور نہیں تو دعا ہی کا
طالب ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کسی محتاج کے گھر
صدقہ بھیجتیں تو لونڈی سے پوچھتیں کہ اوس نے کیا کہا وہ
کہتی کہ اوس نے تمہارے واسطے دعاء خیر کی تو آپ بہی
اوسکے واسطے دعاء خیر کرتیں کہ میرے صدقے کا ثواب
نہ ضائع ہوجاے بلکہ فقیر کا احسان مانے کہ وہ اللہ کا نائب
بنکر اوسکے ہاتھ سے لیتا ہے اور اوسکو آگ سے بچاتا ہے

جیسا حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ اللہ کے ہاتھ میں پڑتا ہے قبل

اسکے کہ فقیر کے ہاتھ میں پڑے پھر فقیر پر احسان رکھنا

فی الحقیقۃ اللہ پر احسان رکھنا ہے اور حال یہ ہے کہ اللہ

ہی نے اسکو مال دیا ہے تو کتنی ناشکری ہے کہ اپنے محسن حقیقی

پر احسان رکھے اور کیا بے وقوفی ہے کہ اسکا انجام سوء

اور ایذا یہ کہ فقیر کو جھڑکے یا عار دلاوے ترش روئی اور

سخت کلامی کرے یا دیگر لوگوں سے کہتا پھرے اور برا

مارے اور فقیر کو ہلکا سمجھے اور پہلے سرے کی نادانی

کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر یہ سمجھتا کہ میں نے حق واجب اور شکر مال کا ادا کیا اور حقیقت

کمائی اور عذاب سے بچا اور عاقبت درست کی اور نہیں

تو اپنی کا مال پر آیت جاتا اور گردن پر وبال رہتا اور یہ بھی

سمجھتا کہ غنی تو حساب کتاب ہی میں مال کے رہیگا اور فقیر

راحت میں ہوگا بلکہ اگر فضل فقیر کا جانتا تو سارا مال اللہ کی

راہ مین لوٹا کر فقیر ہو جاتا اسواسطے کہ وہان حسرت ہوگی جب فقرا پانسے برس پہلے اغنیا سے جنت مین جاوینگے الغرض غنی کو چاہیے کہ آپ کو فقیرونکا مودی جانے اور ایک طرح اوسکا خادم سمجھے اور زکوۃ اونکا حق ہے اونکو پاک رکہے کہ خدمتگاری سے سرداری اور ریاست کا منصب پاوے اور خلعت ابدی کا پہنے جیسا حدیث مین آیا سیدالقوم خادمہم یعنی سردار قوم کا وہ جو اونکا خادم ہوا اور کیا خوب کہا کسی نے

شعر ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ٭ ہر کہ خود را دید او محروم شد

پانچوین فصل زکات کے وجوب اور ادا کی شرطون کے

بیان مین زکات کئی چیزون پر فرض ہوتی ہے اول یہ کہ مالک آزاد ہو لونڈی غلام نہو اور مکاتب بہی اسمین آگیا کہ وہ بہی جبتک ایکدرم مال کتابت کا اوسپر باقی ہو غلام ہے اگرچہ قبض اور تصرف مال کتابت مین رکہتا ہے مکاتب

وہ غلام ہے کہ جسکو میاں نے مشت کردی کہ اتنا مال دیکر
تو آزاد ہے دوسرے عاقل ہو مجنون اور دیوانہ نہو تیسرے
بالغ ہو لڑکا نہو چوتھے مسلمان ہو کافر نہو پانچوین
مالک پوری نصاب کا ہو اگر وہ شخص ملکے مالک ایک نصاب
کے ہوں تو زکات فرض نہین اور نصاب شرع مین اوسقدر
مال کو کہتے ہین کہ جس سے کم مین زکات فرض نہوا وسکا بیان
آتا ہی چھٹے حاجت اصلی سے زاید ہو حاجت اصلی اوسکو کہتے ہین کہ
بضرورت محتاج ہو جیسا کپڑا گہر اسانوین دین ایسا نہ
ہو کہ بندہ اوسکا مطالبہ کری اگرچہ وہ دین خدا کا ہو جیسا
کہ زکات دین اللہ کا ہی لیکن عامل اسکا طالب ہوتا ہے تو یا
دین ہی مانع زکات کا ہے صورت اسکی یہہ کہ ایک شخص کے
پاس مثلا دو سو درم تہی اور سال بہر او سپر گذرا اور
اوس نے زکات نہ دی اور اگلا سال آگیا اور وہ درم موجود

ہاین تو اوس پر دو برس گذرے سال گذرنے زکات نہیں فرض ہوا واسطے
کہ پہلے سال کی زکات اوسکے ذمہ پر دین ہے جب ادا کریگا
تو نصاب سے مال کم ہو جایگا تو اگلے سال کی زکات فرض نہ
ہوگی یہہ وہ صورت ہے کہ جسمین نصاب باقی رہے اگر اس نے
اوس نصاب کو ہلاک کر ڈالا بعد پورا ہونے سال کے تو اوسکی
زکات دین ہے بسبب ہلاک کر ڈالنے کے پہر اگر مال اوسکے ہاتھ
لگ گیا نصاب کی قدر اور پہر سال اوسپر گذرا تو زکات نہیں
اس واسطے کہ پہلے سال کی زکات اوسکے ذمہ پر دین ہے وہ اگر ادا
کریگا تو یہہ نصاب پوری نہیں رہی گی لیکن نزدیک امام
ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہلاک کر ڈالنے کی صورت مین
زکات اس نصاب کی دینی پڑتی ہے اور اسطرح قرض
بندون کا مانع زکات کا ہے مگر یہہ کہ قرض دیکر بقدر نصاب کے
رہے تو زکات فرض ہے اور وہ دین کہ جسمین بندہ مطالبہ

جیسا نذر اور کفارہ اور دین بندیکا جیسے قرض اور قیمت کسی
چیز خریدی ہوئی کی اور مہر چلپی و برجندی و جامع الرموز
وغیرہ مین لکھا ہے کہ اگر ارادہ مہر کے ادا کرنیکا رکہتا ہے
جسوقت زوجہ طلب کرے تو مانع زکات کا ہے اور اگر
یہہ ارادہ نہین تو مانع نہین زکات کا اور جامع الرموز مین جواہر
سے نقل کیا کہ صحیح یہہ ہے جیسا اس ملک ہند مین کوئی مہر دیتا ہے
اور نہ کوئی مانگتا ہے تو مانع زکات کا نہوگا اٹھوین سال
تمام اوس نصاب کے گذرے یعنے قبل گذرنے سال کے
زکات فرض نہین لیکن اگر پہلے سے سال تمام ہونے سے وے
رکہے ایک برس کی یا زیادہ کی تو ادا ہو جاتی ہے بلکہ اگر ایک
نصاب کا مالک ہو اور دو نصاب کی یا زیادہ کی زکات
دی اور بعد دینے زکات کے وہ نصاب حاصل ہو جسکی زکات
دی ہے تو یہہ زکات کفایت کرتی ہے لیکن دونون مین شرط

پہر یہی کہ ایک نصاب کا مالک ضرور ہوا اور جو ایک کا ہی مالک ہو
تو پہلے نہی دینی سے ادا ہو گی اور یہہ مسئلہ نکلتا ہی کہ مال مستفاد
کی زکات سے مال مستفاد وہ کہ نصاب کے اوپر سال کے اندر
اور بڑہ جاوے تو اوسکی بہی زکات دیگا اگرچہ اس مال پر پورا
سال نہین گذرا مثلا نصاب کی قدر چاندی ساڑہی باون
تولہ اول سال مین تہی جب سال تمام ہونی لگا تو ایک نصاب
اور ہاتہہ لگی ان دونوکی زکات اس سال تمام کی دیگا تو
یہہ مال جو اب آیا پہلی ہی سے تہا اسواسطے کہ جڑ اسکی جو قدر
نصاب سے وہ موجود تہی اسیواسطے اگر اس مال کی زکات
پہلی سے بہی دیدی کہتا تو درست تہی اور ادا ہو جاتی جیسا
پہلی گذرا نوین زکات ادا کرنے مین نیت شرط ہی وقت
دینی کے مستحق کو لیکن دینا مستحقو نکو ایکبارگی نہین ہوتا
تو اسواسطے یہہ بہی جائز رکہا ہے کہ جدا کرتی وقت مال سے

یا وکیل کو دیتی وقت نیت زکوٰۃ کی ہو تو بھی کفایت کرتی
ہی اگرچہ فقیر کو دیتی وقت نیت نہو اور اگر فقیر کو دیکر نیت
کرلے تو بھی درست ہے لیکن جب تک وہ مال فقیر کے ہاتھ میں
موجود ہی اور جو موجود نہین تو درست نہین لیکن اگر سارا
مال فقیر کو بی نیت فرض کیے دیدالے یا دین آتا ہو چھوڑدی
تو زکات ادا ہو جاتی ہے اور جو نیت اور واجب کے
جیسی نذر اور کفارہ کرلے تو زکات ادا ہوگی لیکن وہ وا
ادا ہو جاویگا زکات اوسکے ذمہ پر ہی اور جو سارا نہ دی تو
نہیں ادا ہوتی موافق قول ابو یوسف رح کے مگر امام محمد رح کے
نزدیک جتنا تصدق کری اوتنی کی ادا ہو جاتی ہے
دسوین یہ کہ مال پاک ہو یعنی حرام کا مال نہو جیسا رشوت کا
اور سود کا کہ اوسمین زکات نہین بلکہ صدقہ دینی والیکو خوف
کفر کا ہی اور کہتے ہین کہ اگر مال مین کچھہ خبث آجاوے اور شبہہ پر

جاوی تو سب مال تصدق کری محتاجونکو گیارہوین یہہ کہ
اوس مال سیمی نفع اوٹھا سکتا ہو اور بڑہا سکتا ہو لیکن کا
فرض ہوگی حویلی مین اور اسباب مین جیسی فرش و ظروف وغیرہ
بشرطیکہ ظرف چاندی سونیکے ہون اور کپڑون مین اور
ہتیارون مین اور دواب مین جیسے گہوڑی ہتی اور جواہرا
مین اور کتابون مین اگرچہ غیر اہل کے پاس ہون مگر یہہ کہ
نیت تجارت کی ہو تو زکات دی اگرچہ اہل ہو لیکن فرق
یہہ ہی کہ اگر کتابین غیر اہل کے پاس ہون بقدر نصاب کے
تو اوسکو زکات لینی نہیں درست اور اہل کو زکات لینی
درست ہے اگرچہ صد ہا روپئے کی کتابین رکہتا ہو مگر کہتے
ہین کہ اگر کتابین سوا فقہ اور حدیث و تفسیر کی ہون یا فقہ
اور حدیث اور تفسیر کی کتابون کے دو نسخون سے زیادہ رکہتا
ہو بقدر نصاب کے تو زکات اسکو بہی لینی نہین درست

اور عالم محتاج ہی اگرچہ کتابین رکہتا ہے لیکن اگر ضرورتکا دین
رکہتا ہو تو کتابین بیچ سکی کر اداکر دین گے اسواسطے کہ انکے
حق بینی محتاج ہی ہر بندے کی حق کا محتاج نہین اور زکات
فرض نہین اوزار اور اسباب مین حرفی والونکے جیسا
آرہ اور بسولا بڑہی کا اور رانبہ موچی کا لیکن اگر اوسکی
ذاتکا اثر باقی رہی تو اوسمین زکات ہے جیسا کسم رنگریز کا
نصاب کو پہنچے اور دہوبی کے صابون مین زکات نہین
اگرچہ نصاب کو پہنچے اسواسطے کہ اوسکا اثر باقی نہین رہتا
جیسا کسم رنگ رہتا ہے اور ان مالونمین زکات اسواسطے نہین کہ یہ مال اپنی حاجت
اصلی مین داخل ہین یا بڑہنے والونمین انکی نہین نہین نے
نیت تجارت کی حاصل کلام کا یہہ ہے کہ سوا سونے
چاندی کے اور سوا اسوایم کے زکات واجب نہین ہوتی
جبتک نیت تجارت کی نکرے اگرچہ نصاب کو پہنچے اور

سال ہی گذرے اور اگرچہ لوٹہ ہی غلام خدمت کے لیے ہون
اور گذرے ہیں کہ ہوا اور اسکے گہر مین رہنے کی اور کری ہو
پہنچنے کی قید اوپر کی عبارت مین نہین دی اور سوایم
اون مواشی کو کہتے ہین جو اکثر سال جنگل مین چرین
جیسے بیل بکری یا بہینس ہی زکات ہے اور اسکی
تفصیل اس مختصر مین نہین لکہی کہ اسکی احتیاج یہان
کم ہی اور رسالہ ہی طول ہوجاتا اور زکات نہین اوس
مال مین جو گم ہوگیا اور بعد چند سال کے پایا یا دریا
مین گرا اور بعد چند سال کے نکلا یا غصب ہوگیا او
اوسپر گواہ نہین اور جو گواہ ہون یا غاصب مقر ہو
تو زکات ہے مگر اونٹ بکری مین زکات نہین اگرچہ غاصب
مقر ہوا و زکات نہین اوس مال مین جو جنگل مین دفن کیا
اور جگہہ اوسکی بہول گیا اور پہر یاد آیا یا امانت رکہہ کے

ہو گیا یعنی کہین گڑ گیا زمین معروف اور جان پہچان ہو تو زکات
ہے جو کچھ ہیرا دیا گیا ہو یا جنگل کا ہے اگر یہ کچھ
ہو گیا ہو اور جو بیت مین ہو زمین مملوک مین دفن
کیا ہو تو اسمین اختلاف ہے بعض کے نزدیک زکات ہے
بعض کے نزدیک نہین اور زکات نہین اوس مال مین
جسکو کسی ظالم ہو چھین لینے والا اور بعد چند سال کے
اقرار کر دیا یا ظالم سے حاکم نے لے لیا ہو اور پھر مل جاوے
تو پچھلے دنون کی زکات فرض نہین اسواسطے کہ ان
مالون سے نفع اور بہرہ مندی حاصل نہین ہو سکتی ہے
اور اس مال کو ضمار کہتے ہین اور حضرت علی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ زکات نہین مال ضمار مین ضمار وہ
ملک مین ہو اور کام مین نہ آسکے لیکن اگر ضمار ہاتھ آوے
بعد گذرنے سال کے تو اس سال کی زکات دینی پڑیگی

یا برس پورا ہوئی تو اسی قصہ ہوا کر چہ زکوٰۃ تب ہو جاوے گی

خود لگے گا دو سکے کا زکوٰۃ کے لئے ثابت ہوئی ہو تو ادا اسی طرح ہیچ

زکوٰۃ نکالے دنوں کی دیگا چھٹی فصل

نصاب کے اور قدر زکوٰۃ کے بیان میں

اگر جس سے کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی سونے میں

بیس مثقال ہے جس کے ساڑھے سات تولہ ذرا ہوتا

ہے اور چاندی میں دو سے درم جس کی ساڑھے باون

تین ماشہ چاندی ہوتی ہے لکھنؤ کے روپے سے

جو گیارہ ماشے کا ہوتا ہے اور تولوں سے ساڑھے باون

تولہ چاندی ہوتی ہے خواہ سکہ ہو خواہ ڈلیا ہو چاندی

سونے کا ہو خواہ زیور خواہ برتن سب میں اسی

وزن کے حساب سے زکوٰۃ ہے اور قیمت کا اعتبار نہیں

یعنی مثلا ایک زیور ہو اور اس میں سونا چھ تولے

ہو او غیرہ تولے کی گھڑائی لگی ہو تو قیمت لیا کرے
وہ زیور ساڑھے سات تولے سونے کا ہو اور وزن
میں چھ ہی تولے ہی تو زکات نہ ہوگی اوسمیں نہیں وزن
ساڑھے سات تولے ہونا تو زکات ہوتی اور
چاندی میں وزن ساڑھے باون تولے کا معتبر ہے اگر وزن
اس سے کم ہو اور گھڑائی سے قیمت بڑھ گئی ہے اور قدر زکات
کو پہنچے تو معتبر نہیں اوسکی زکات نہ دے یا جیسا ایک
شخص کے پاس چوالیس تولہ چاندی ہو اور اوسکی قیمت
بازار میں ساڑھے سات تولہ سونا ہو تو زکات
اوسپر نہیں اسواسطے کہ یہان قیمت کا اعتبار نہیں
اور اسیطرح جو سات تولہ سونا ہو اور قیمت اوسکی
ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو اوسمیں بھی زکات
نہیں مسئلہ اور زکات چالیسواں حصہ ہے نصاب کا

بھی بیس مثقال ہیں وہی مثقال یعنے ساڑھے سات تولے
ہیں اور دو سو درہم ہے یا پانچ درم چاندی کی
یعنے ساڑھے باون تولے ہیں تو سوا تولہ ٹکے چاندی کی
چالیسواں حصہ ہے مسئلہ اگر نصاب سے زیادہ ہو
پانچویں حصہ تک نصاب کے معاف ہے زکات نہیں جب
پانچواں حصہ نصاب کا نصاب پر بڑھے تو چالیسواں حصہ اسکا بھی دینا
پڑیگا مثلاً دو سو درم پر اگر ایک کم چالیس درم بڑھیں
تو معاف ہی زکات نہیں جب پورے چالیس درم کہ پانچواں
حصہ دو سے کا ہی دو سو درم پر بڑھیں تو ایکدرم جو چالیسواں حصہ
چالیس درم کا ہی اور دینا ہوگا یعنی ساڑھے باون تولہ پر
جب پانچواں حصہ اسکا جو ساڑھے دس تولے ہی بڑھیگا
تو چالیسواں حصہ ساڑھے دس تولہ کا ہی جو تین ماشے
اور ایک رتی اور ایک پانچواں حصہ رتی کا ہی دینا ہوگا تو

تو مجموع زکات تیرہ سو تولہ کی پونے انیس ماشہ اور
ایک رتی اور ایک پنجم حصہ رتی ہوگی اور اسیطرح جب اور
ساٹھ تولہ بڑھی تو زکات بھی ڈیڑھ ماشہ بڑھ گئی اور ساٹھ
تولہ سے کم بڑھی تو معاف ہے جیسے انسٹھ اور
اسیطرح سونے میں جب چار مثقال جو پانچواں حصہ بیس مثقال کا
ہی بڑھیگا تو چہلم حصہ چار مثقال کا یعنی آدھی مثقال پر بڑھیگا اور
بیچ میں معاف ہی یعنی ساڑھے سات تولہ سونے میں سوا
دو ماشہ زکات ہی تو پانچواں حصہ ساڑھے سات تولہ کا
ڈیڑہ تولہ جب ساڑھے سات تولہ پر بڑھا اور مجموع نو تولہ
ہوا تو چہلم حصہ چار مثقال کا یعنی ساڑھے تین رتی اور
ایک پنجم حصہ رتی اور ایک دسم حصہ رتی کا ہوتا ہے سوا
دو ماشہ پر بڑھ جائیگا اور مجموع دو ماشہ پانچ رتی اور چار
پنجم حصہ رتی یعنی دو ماشہ اور چھ رتی ایک پنجم حصہ رتی کا

کم ہوگا اسیطرح جب نصاب کا پنجم حصہ اور بڑھیگا تو زکات
بڑھ جائیگی اور پنجم حصہ سے کم بڑھیگا تو زکات معاف ہے

[illegible]

نزدیک اگر ایک درم بھی دوسو سے زیادہ ہو تو اوسکا بھی
چہلم حصہ زکات مین دینا ہوگا اور ایک ماشہ بھی ساڑھے
سات تولہ سے زیادہ ہو تو اوسکا بھی چہلم
زکات مین بڑھ جائیگا مسئلہ اگر سونا نصاب
سے کم ہو اور چاندی بھی نصاب سے کم ہو تو دونو کو ملا کر
ایک نصاب قیمت دیکر یا نقد نصاب سے کم ہو تو دونون
بقیمت جنس تجارت ملا کے نصاب پوری کر کر
زکات دینگے لیکن امام اعظم رح کے نزدیک قیمت ایک
کی کر کے دوسری سے ملا دینگے اور صاحبین رح کے
نزدیک حصے اور ٹکڑے نصاب کے جوڑ دینگے مثلا

جیسے سو درم چاندی ہو اور پانچ مثقال سونے کی
قیمت سو درم ہو تو دو سو درم قیمت کے سبب سے
ہوئی چاندی کی نصاب پوری ہوئی زکات چاندی کی
دیگا اور صاحبین رح کے نزدیک زکات نہیں اسواسطے
کہ آدھی نصاب تو چاندی کی سو درم ہے لیکن سونے کی
پاؤ نصاب تھی آدھی اور پاؤ ملا کے پوری نصاب نہیں سو
زکات لازم نہ آویگی اور مثلاً اگر دس مثقال سونا ہو
اور سو درم اور دس مثقال سونا قیمت میں ایک سو چالیس
کا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک زکات دو سو چالیس درم کی یا
چھ درم دیگا اور صاحبین رح کی نزدیک پانچ درم اسواسطے
کہ انکے نزدیک آدھی نصاب سونے کی تھی اور آدھی چاندی
کی دونو ملکر ایک نصاب ہوئی نہ زیادہ ایک سے تو
ایک ہی نصاب کی زکات دیگا اور یہ جو بحث تھی

امام اعظم رح سے آئی ہے اگر کوئی کہے کہ زکات میں قیمت کا
اعتبار نہیں کرتے جیسا کہ اوپر گذرا اور سونے کو چاندی کی
طرف یا چاندی کو سونے کی طرف قیمت کرکے پھیر لینا درست
کہا یہہ کیا سبب جواب سونا یا چاندی جب دونوں ملا کے ایک
شخص کے پاس پائے گئے اور اون دونوں کو خدا نے اسواسطے
بنایا ہے کہ ان سے اور چیزیں خریدیں اور یہہ بدلا پڑین اور یہہ دونو
اس غرض میں شریک ہیں تو ایک کو دوسری کی طرف
اس مناسبت سے پھیر لیا فقیروں کے نفع کے واسطے اور جب
ایک ہی ہو تو دوسری کی طرف جو موجود نہیں اسکے
سا تھہ پھیرا نہیں پہنچتا لیکن جب ایک کے عوض میں
دوسری کو خرید لے اور نصاب پوری ہو تو زکات
واجب ہو جاویگی مثلا ایک شخص کے پاس پچاس تولے
چاندی تھی اوسکا اوسنے ساڑھے سات تولے سونا خریدا

تو بعد سال کے زکات دیگا اور جب سونا چاندی ملکر
نصاب ہوی تو ہر ایک مین سے چالیسوان حصہ دیگا او
ہی صحیح ہے اور جس سے قیمت کرنے مین نصاب پوری
ہوتی ہو اوسی سے قیمت کرینگے اور جو دونون سے نصاب
پوری ہوتی ہو تو جسکا رواج زیادہ ہو اوسی سے قیمت
کرینگے اور اسمین بھی برابر ہون تو اختیار ہے جس سے
چاہے قیمت کرے لیکن قیمت سکہ رایج سے کرے
جب سکہ رایج سے قیمت کرکے نصاب کو پہنچے تو زکات
ہی اور قیمت اوس دن کی معتبر ہے جسدن زکات
فرض ہوی ہے اگرچہ ادا کرتے وقت کم زیادہ ہو
مسئلہ زکات کے واجب ہونے مین نصاب کا
پورا موجود ہونا شرط ہے اوّل سال مین اور آخر سال مین
اگرچہ بیچ مین نصاب سے کم ہوجاے مثلا ایک شخص کے

پاس نصاب چاندی کی ساڑھے باون تولے چاندی غرہ
رمضان کو موجود تھی اور بیچ میں سب خرچ ہوگئی لیکن فقط
ایک چھلا یا انگوٹھی کے رہ گئی اور پھر جب دوسرے
رمضان کا غرہ نزدیک آیا اور چاندی ہاتھ لگی کہ اوس باقی
کے ساتھ ملکے نصاب پوری ہوجاتی ہے تو زکاۃ
اس پوری نصاب کی دیگا اور بیچ میں کم ہوجانا نصاب
کا یا قدرے کچھہ کام نہ آویگا اسواسطے کہ نصاب اول
آخر میں تو پوری موجود تھی اور جو سب مال خرچ ہوجاوے
یہاں تک کہ ایک چھلے کی قدر بھی اوسمیں نہ رہے
اور پھر مال ملے یا بعد سال کے ملے تو زکات اس
سال کی نہ دیگا بلکہ اسکا حساب الگ ہوگا مسئلہ
بکریاں تجارت کی تھیں اور قبل تمام ہونے سال کے
مر گئیں پھر اونکی کھالیں آخر سال میں دباغت سے

نصاب کو پہنچیں تو زکات اس سال کی دیگا اور جو وہ انگور کا تجارت کا تہا اور شراب ہو گیا اور پہر سرکہ ہو گیا اور نصاب کو پہنچا تو زکات نہ دیگا اسواسطے کہ شراب ہونیسے مال ہلاک ہو گیا تہا اور مرنیسے بکریونمین نقصان ہو گیا تہا سو آخر سال پہر نصاب پوری ہو گئی

ساتوین فصل اجناس تجارت کے

بیان مین جو جنس کہ تجارت کی نیت سے خریدی وہ تجارت کی ہو جاویگی اوسمین زکات ہے اور جو میراث مین ملے یا عورت کو مہر مین ملے یا مرد کو عورت نے طلاق کے عوض مین دی یا وصیت سے ملے یا صلح قصاص کے ملے اور اسیطرح جو مال کہ بدون عوض مال کے ملے اور اوسمین نیت تجارت کی مالک ہونیکے وقت کرلے تو وہ جنس تجارت کی نہین ہوتی جب

تک کچھہ تصرف تجارت کا نہ کرے جیسا خرید ے وہ چیز

جسمین تجارت ہوتی ہو لیکن سونے چاندی مین نیت

تجارت کی ہو یا نہو زکات دینی پڑیگی جیسا کہ گذرا

اور ایک چیز خرید کرے اس نیت سے کہ اگر نفع ملیگا تو بیچ

ڈالونگا یا اپنی زمین کے غلہ مین نیت تجارت کی کرے

تو تجارت کی نہین ٹھہرتی اور زکات اسمین نہین

مسئلہ اگر سونے چاندی مین کسی چیز کا مثل رانگے پیتل کے

ملاو ہو اگر سونا چاندی کم ہو اور ملاو زیادہ ہو تو وہ

بھی جنس تجارت کے حکم مین ہے اگر نیت تجارت

کی ہو تو زکات ہے اور جو نیت تجارت کی نہین تو

زکات نہین لیکن اگر سونا یا چاندی خالص اسمین اتنا ہو

کہ قدر نصاب کو پہنچے تو زکات لے نیت تجارت کے بھی

ہے یا اوسکا چلن مثل روپئے اور اشرفی کے ہو اور نصاب

کی قیمت کو چاندی یا سونے کے پہنچے تو بھی زکات ہے یا
کچھ چاندی سونا او سمین کا ہو اور کچھ اسکے پاس علیحدہ ہو
اور ملکے نصاب ہو جاوے تو بھی زکات ہے اور جو ملاو کم ہو
تو چاندی سونے کا حکم ہے اور غالب کا اعتبار ہی شرع میں
کھوٹا چاندی سونا اور کھرا برابر بکتے ہین اور اسی حکم
مین وہ ہے کہ جسمین ملاو برابر ہو یعنے سونے چاندی کا حکم
اوسکا بھی ہے اور جو سونا چاندی دونو ملے ہون تو اگر
سونا غالب ہے تو سب سونا ہے زکات سونے کی دیگا
اور جو چاندی غالب ہو تو سونے کو اوسکا تابع نہ کرینگے
کہ وہ بڑی چیز ہے اور قیمت زیادہ رکھتا ہے تو اگر
چاندی یا سونا نصاب کی قدر ہو تو زکات ہوگی اور
نہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ضم کا مسئلہ جاری کرینگے
یعنی ایک کو دوسری سے قیمت کرکے امام اعظم رح کے

نزدیک اور اجزا دیسے صاحبین رح نزدیک ملا کر نصاب
پوری کرینگے اور اگر ضم کا مسئلہ جاری کرین تو لازم آتا ہے
کہ ایک شخص کے پاس چار خمس نصاب چاندی جسکے ہوے
ایک سو ساٹھہ درم ہو اور ڈیڑہ تولہ سونا اوسمین ملا ہو
تو زکات ہو اور حال یہہ کہ ضم کی صورت مین باتفاق
زکات ہے اسواسطے کہ چار خمس نصاب چاندی کی اور
ایک خمس سونے کی ملا کر پوری نصاب ہوتی تھی
بلکہ اگر اکاون تولہ چاندی مین ڈیڑہ تولہ سونا ملا ہو
تو چاہیئے زکات ہو حال یہہ کہ اگر ڈیڑہ تولہ پیتل یا
رانگا ملا ہوتا بلکہ ساڑہے باون تولہ چاندی مین
دس تولہ پیتل ملا ہو تو زکات تہی اور ان مسئلونسے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تخمین اور اندازہ مبصرون کا
کفایت کرتا ہے اور نہین تو ملا ویسے چاندیا

ہونا علیحدہ کرنا مشکل اور حرج ہے اور جب تخمین اور
اندازہ درست ہوگا تو بہہ بھی جائز ہوگا کہ جڑاو زیور کو
دو مبصروں سے اندازہ کروا لیکے زکات ادا کردے لیکن اب
تک تصریح نظر نہین آیا ہے **مسئلہ** اگر غلام لونڈی تجارت
کی نیت سے خریدے اور پھر نیت خدمت کی کرلے تو خدمت
کا ہو گیا اور تجارت کا نرہا پھر اگر نیت تجارت کی کرے
تو بھی تجارت کا نہین ہوتا جب تک معاملہ تجارت کا
مثل خرید فروخت کے نہ کرے **آٹھوین فصل** دین کے
بیان مین **مسئلہ** دین کی زکات نکالنی واجب
نہین ہوتی جب تک کہ قبضے مین نہ آوے اور دین
کے تین قسم ہین ایک قوی دوسرا ضعیف
تیسرا متوسط یعنے بیچ مین قوی اور ضعیف کے اور
ہر ایک کا حکم جدا ہے دین قوی جیسا بدلا مال تجارت

کا اور قرض اوسکا حکم یہہ ہے کہ جب اوسمین سے پنجم حصہ دینا
کا وصول ہو تو چالیسوان حصہ اسکا زکات نکال دیے
اور اسیطرح جب پانچوان حصہ اور ملے تو اوسکی زکات دے
مثلا ایک شخص پر اسکے دو سو درم قرض تھے یا دو سو کو
غلام تجارت کا بیچا تھا اوسمین پانچ قسطین ہوین چالیس
چالیس کی جب ایک قسط وصول ہو گی تو ایک درم
زکات کا نکال دیگا اور چالیس سے کم وصول ہو تو زکات
کا نکالنا فرض نہین جب تک چالیس کو نہ پہنچے اور روپے
اور تولون کے حساب سے یون سمجھا چاہیے کہ مثلا ستاون
روپے اور تین ماشے چاندی جسکے ساڑھے باون تولہ
ہوے کسی پر قرض آتی تھی یا اسنے کو مال تجارت کا
بیچا تھا اوسمین گیارہ روپے اور پانچ ماشہ چاندی
جسکے ساڑھے دس تولہ چاندی ہوئی جو پانچوان حصہ

نصاب کا ہی وصول ہو تو چالیسواں حصہ اسکا جو

تین ماشے اور ایک رتی اور ایک پنجم حصہ رتی کا ہوتا ہے

زکات دیگا اور اسیطرح ہوتے کو سمجھا چاہئے کہ

اگر پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہوگا تو زکات اتنے

کی دیگا اور دین متوسط جیسا غلام خدمت کا یا کپڑا

پہننے کا بیچا تو اوسمیں جب پوری نصاب کے قدر

وصول ہو تو زکات دینی فرض ہے اور تھوڑا تھوڑا

وصول ہوتا جاوے تو زکات نکالنا فرض نہیں مگر

جب پوری نصاب وصول ہوجاوی تو زکات دیگا

یعنی دونو صورت میں پچھلے سال کو گنیگا بخلاف

دین ضعیف کے کہ جب اوسمیں بقدر نصاب کے

وصول ہولے اور بعد وصول ہونیکے سال پورا

گذرے تو زکات فرض ہوتی ہے اور دین ضعیف جو

بدل مال کا ہو جیسا مہر اور دیت لیکن صاحبین کے نزدیک
سب میں نہیں جبتک وصول ہو جاوینگا زکات دیگا
لیکن دیت میں اور ارش جنایات میں اور بدل کتابت میں
بعد قبض نصاب کے سال تمام گذرے تو زکات فرض ہوگی

نوین فصل زکات کے مصرف کے بیان میں مصرف

وہ کہ جسکو زکات دینی درست ہوا اور اوسکو دینی سے
ادا ہو جاوے ایک تو فقیر ہے جسکے پاس نصاب سے کم ہو
دوسرا مسکین جسکے پاس کچہہ نہو تیسرا عامل جو زکات
تحصیل کرتا ہو بادشاہ کی طرف سے بقدر محنت کے
اوسکے اور اوسکے ساتھہ کے پیادون لیکن جتنا تحصیل
کیا ہے اوسکے آدھے سے زیادہ نہ دینگے چوتہا مکاتب
کہ اوسکی گردن چہوڑاؤ لیکن مکاتب نہیں کا اور
زکات دینے والے کا ہو پانچوان دین دار کہ جسکے پاس

دین سے زیادہ بقدر نصاب کے نہو جیسا جو اسکے
رہنے میں ہو جیسا جہاد کرنیوالا کہ اوسکے پاس اسباب
جہاد کا جیسا ہتہیار اور گہوڑا وغیرہ نہو اگرچہ قادر ہو
قدر نصاب پر یا حج کو جانے والا کہ رستے میں اوسکا
اسباب سفر کا جیسا سواری اور کہانا ہلاک ہوگیا ہو
یا طالب علم جو دین کے علم کی طلب کرے یا تو وہ
کہ اپنے مال سے الگ ہوگیا ہو جیسا مسافر کہ گہر میں
مال ہو اور یہ گہر سے دور ہو یا کسی پر دین آتا ہو اور قرضدار
غائب ہو یا منکر ہو یا تنگدست ہو یا دیندار سے مدت
ٹہر گئی ہو اور بالفعل نہ مانگ سکتا ہو پہر انہیں سے
بعض کو دے یا سبکو دے لیکن مالک کردے تو ادا
نہوگی زکات جو پل اور مسجد کی تعمیر یا مردے کے کفن میں
لگادے یا مردے کا دین ادا کردے لیکن فقیر کا دین ادا

کردی اوسکے امر سے بشرطیکہ وہ فقیر زندہ ہو تو زکات ادا ہو جاویگی

اور جو کہہ مر گیا یا بدون امر کے ادا کیا تو زکات ادا نہو گی اور ادا نہو گی

زکات جو غلام آزاد کر دے یا اپنے غلام کو دے اگرچہ آدھا آزاد کر دیا ہو یا مکاتب ہو

یا مدبر ہو مدبر وہ کہ جسکو کہے کہ تو بعد مرنے میرے کے آزاد ہے اِن صورتوں میں مالک کر دینا

نہیں پایا جاتا اور ادا نہو گی اگر اوسکو دے کہ جسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہے جیسا ماں

باپ نانا نانی دادا دادی یا جو اوسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اگرچہ

حرامی ہو یا اوسنے نکاح کیا اور اسکی جورو سے پیدا ہوا

یا اپنی جورو کو دے یا جورو خاوند کو دے یا غنی کو دے غنی

وہ جو نصاب کا مالک ہو اور دیندار نہو اور وہ نصاب

حاجت اصلی سے زائد ہو یا غنی کے غلام کو اگرچہ مدبر ہو

یا اپاہج ہو یا مرد غنی کے چھوٹے بچے کو دے یا بنی ہاشم کو

یا اونکے چیلوں کو یعنے وہ غلام کہ آزاد کیے ہوئے ہوں

اگرچہ امام اعظم رح سے روایت آئی ہے کہ ہاشمی کو زکات

دے کہ اب خمس نہیں ملتا لیکن یہہ روایت معمول اور مفتیٰ بہ
نہیں اور صحیح یہی ہے کہ ہاشمی کو ہاشمی کی بھی زکات
نہیں درست اور اسی طرح ہر صدقہ فرضی لیکن صدقہ
نفلی اور وقف درست ہے یا کافر کو اگرچہ ذمی ہو یا بدعتی
کو جسکی بدعت حد کفر کو پہونچی ہو جیسا خارجی یا صبی
ان کے دینے سے زکات ادا نہیں ہوتی اور زکات حلال
نہیں کسی پیغمبر کو اور صدقہ مطلقا حلال نہیں ہمارے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مگر ہدیہ اور پیشکش مسئلہ اتنا
نہ دے کہ مالک نصاب کا ہو جاوے لیکن اگر اوس پر
دین بہت ہو یا عیال بہت رکھتا ہو ایسا کہ اگر ایک
کو عیال میں بانٹے تو نصاب کی قدر نہ پہونچے تو اوسکو
نصاب سے زیادہ بھی دینا درست ہے مسئلہ اگر
خوب سوچ کے مصرف زکات کا جانکر زکات دے

اور پیچھے معلوم ہوا کہ مصرف نہین تو اگر اسکا غلام ہے
یا کافر ہے غیر ذمی تو ادا ہوئی اور نہین تو ادا ہوگی مسئلہ
ایک شہر سے دوسرے مین لیجانا نہین چاہئے لیکن جو اسکے
قرابتی محتاج وہان رہتے ہون یا وہان نفع مسلمانون کو
زیادہ پہونچتا ہو یا یہان کے محتاجون سے بچ رہا ہو یا یہہ
دار الحرب مین تہا ہو یا وہان عابد زاہد عالم طالب علم
رہتے ہون یا سال گذرنے سے پہلے زکات نکالی ہو
تو ان صورتون مین دوسرے شہر مین بہیجنا درست ہے
دسوین فصل صدقۂ فطر کے بیان مین صدقۂ فطر
واجب ہے ہر مسلمان پر جو میان ہو یعنے لونڈی غلام
نہو اگرچہ لڑکا ہو یا دیوانہ یہان تک کہ اگر ولی اوسکا
ندے تو وہ بالغ ہو کر ادا کرے بشرطیکہ مالک ہو ایسی
نصاب کا کہ حاجت اصلی سے زائد ہو اور خالی ہو دین سے

اگرچہ وہ نصاب قابل بڑھوتی اور افزونی کے ہو جیسا کہ
حولی ہو نہ اید رہنے سے اگرچہ تجارت کی ہو اور اتنی
ہی بقدر دیر قربانی اور نفقہ محرموں کا واجب ہوتا ہے
اور زکات لینی حرام ہو جاتی ہے اور ساقط نہیں ہوتا
صدقہ فطر کا ہلاک ہونے سے مال کے بخلاف زکات کے
کہ ہلاک ہونیکی صورت میں ساقط ہو جاتی ہے اور صدقہ
فطر اپنی طرف سے دیے اور اپنے چھوٹے بچے محتاج کی
طرف سے اور بڑے مجنون کی طرف سے اور جو باپ
محتاج ہو یا مر گیا ہو تو دادا قائم مقام باپ کے اس بات
میں ہے اور اپنے غلام لونڈی کی طرف سے دیے اگرچہ
کافر ہو لیکن ایک مکاتب کا اور ایک غلام جو دو میں
مشترک ہو اوسکا صدقہ کسی پر نہیں نہ میاں پر نہ
غلام پر اور بھاگے غلام کا اور مغصوب کا پچھلے برسوں کا

جو ہے جب گہر آوے اور شوہر جورو کے اور ہر بچے کی
طرف سے نکلن اگر یہ انکا عیال ڈ ارہوا ور نہ لے بوجھے بھی ادا
کرے تو ادا ہو جاتا ہے اور نہیں تو بدون اون کے امر کے
ادا نہیں ہوتا اور مقدار صدقہ فطر کی فی کس آدھا صاع ہے
کہ جسکا اٹکل جہتا تک ڈیڑہ سیر ہے لکہنو کے سیر سے
جو چہانوے روپئے بہر کا ہے اور ہر روپیہ گیارہ ماشہ کا
اور تحقیق اسکی وزن کے بیان مین آویگی گیہون ہو یا
گیہون کا آٹا یا ستو گیہون کے اور جو انگور خشک و چہوہارا
خشک یا جو ہون تو پورا صاع ہے اور جو اور غلہ ہے جیسا
جوار باجرا وغیرہ تو گیہون کی قیمت کا حساب کرکے دیوے اور
نقد بہی دینا درست ہے بلکہ نقد افضل ہے جیسے کہ نہین قحط
کے دنون مین غلہ افضل ہے اور صدقہ فطر واجب ہوتا ہے
عید کی طلوع فجر پر اگر اس سے پہلے مرجاوے یا بعد طلوع کے

پیدا ہو یا مسلمان ہوا اوس پر واجب نہین اور مستحب ہے
دینا قبل عیدگاہ جانیکے بعد طلوع فجر کے اور بعد آنے
رمضان کے قبل عید کے روز سے دیوے تو بھی درست ہے
اور بعد عید کے دن کے دیوے تو بعض کہتے ہین بطور ادا اہین
قضا ہے لیکن ذمہ سے اوتر جاتا ہے اور جائز ہے کہ ایک کا صدقہ
ایک کو یا کئی کو دیوے یا کئی کا ایک کو دیوے مانند زکات کے
اور مصرف اسکا جو مصرف زکات کا اور صحیح یہی ہے کہ
ذمی کو دینا نہین درست اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا زکات
اور نذر اور کفارہ اور صدقہ واجب نہین درست لیکن
ذمی کو نفلی صدقہ درست ہے اور کافر کو سوائے ذمی کے
کوئی صدقہ نہین درست گیارہوین فصل مسائل متفرقہ
کے بیان مین شک ہوا کہ زکات دی ہے یا نہین تو پھر دے
اگر جبراً زکات لی تو نہین درست لیکن قید کرے کہ آپ سے

دے لیکن بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ مسلمان کو پہنچتا ہے
کہ زبردستی زکات لے اور اوسکے مصرف میں خرچ کرے
اگر اپنی بہن کو زکات دے اور اوسکا خاوند محتاج ہو تو درست
ہے اور جو غنی ہو اور مہر نصاب سے کم ہو تو بھی زکات درست
ہے اور جو مہر نصاب کی قدر ہو اور خاوند اوسکا غنی ہو
اور مہر ادا کرنے میں اسکا انکار نہ کرتا ہو تو نہیں درست اپنی اقارب
کو نفقہ دے زکات کی نیت سے تو جائز ہے زکات دینی
درست ہے اوسکو جسکی زمین کا غلہ سال بھر اوسکے عیال کو
وفا نہیں کرتا اگر زکات دے ایسے شخص کو کہ جسکے پاس
ہزار روپئے ہوں اور اتنے ہی اوس پر قرض ہوں تو
ادا ہو جائگی لیکن کراہت ہے لینے والیکو اگر قوت سال کا ہو
نصاب کے برابر اور لباس جاڑے کا ہو گرمی کا نہو تو
اوسے زکات لینا درست ہے ایک کم دو سو درم پاس ہوں

اور دو درم زکات کے ملتے ہون تو ایک لے اور ایک پہیر دے یعنی واسطے
کہ ایک مین مالک نصاب کا ہو جائیگا اور نصاب کے مالک کو
زکات نہین درست ۱۱ زکات نصاب کے پہلے دے اور قبل
سال تمام ہونیکے وہ مال نصاب سے کم ہو گیا اگر فقیر کو دی ہے
تو نہ پہیر لے اور جو عامل کو دی ہے تو پہیر لے اور اگر عامل نے
فقیرون کو دے دی ہو تو اور مال سے اسکو پہیر دے ۱۲ معلم اگر
اپنے خلیفہ کو زکات دے تو درست ہے بشرطیکہ وہ خلیفہ اسکے
لئے بہی کام کیا کرتا ہو ۱۳ مریض مرض موت کا اگر زکات اپنی بہن
کو دے اور بہی وارث بہی ہو تو جائز ہے اور جو وارث
اور بہی ہو تو بہہ مال پہیر لیا جاویگا ۱۴ پرایا غلہ اپنے صدقہ
فطر مین دے تو اوسکی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ جائز
کہے اور غلہ موجود ہو تو جائز ہو جائیگا اور اگر غلہ موجود
نہو تو نہین جائز لیکن یہہ اوسکا بدلا دے تو ہر حال مین جائز

ہوجاویگا زکات کی نیت ہو اور قرض کا نام لیوے تو درست ہے
اسواسطے کہ نیت کا اعتبار ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قرض کے
معنی زکات کے لیئے ہوں تو جائز ہے اور اسیطرح جو مسکین کو
زکات کی نیت سے دیوے اور نام ہبہ کا لیوے تو درست ہے
افضل یہہ ہے کہ زکات اعلان سے دیوے اور صدقہ نفل چھپا ہو
دینا بہتر ہے زکات میں اعتبار سال قمری کا ہے شمسی کا نہیں
اگر بعد سال کے دین چھوڑے اگر دین دار محتاج ہو تو زکات ساقط
ہے اور اگر غنی ہے تو اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین غنی کو چھو
دینے سے زکات ساقط ہو گی جس مسافر کے پاس قدر کافی واسطے
معیشت کی ہو اور توشہ گھر تک پہچنے کا ہو اوسکو زکات
نہیں درست اگر اوسکے گھر مین مال ہو اور ماباپ یا بچے محتاج
ہوں اور فقیر کو زکات دیوے اور فقیر اوسکے ماباپ یا بچوں کو دیوے
مکروہ ہے اگر اوسنے حیلہ کیا ہے ایک شخص پر دس روپئے مثلا

زکات کے چھوٹنے ہونے میں اور دوسرے ہیں پر ... اگر شخص نے

اور دو برس کی یا دو برس کے لیے ہیں مال کی زکات نہیں دی پھر قرض

ادا ہو جائے تو پہلے قرض ادا کرے اور اللہ کا حق پیچھے دے پھر بعض

یا ہر تقدیر نصاب کے مال تھا اور اتنا ہی دین زکات کا تھا زکات

نہ دے اور اگر دیکر مر جاوے تو وارثوں کو جائز ہے کہ دو تہائی اوس

سے پھیر لیں اور زکات کو بمنزلہ وصیت کے ٹھہراویں لیکن یہ بطور

قاضی کے فیصلے کے ہے نہیں تو دیانت میں اور معاملہ میں

میں اللہ میں دنیا درست ہے قرض لیکر زکات چھڑی ہوئی

ادا کر دے تو جائز ہے اگر جانے کہ کما کر قرض ادا کر دونگا

اگر ایک شخص زکات دینے میں تاخیر کرے تو تقصیر کرنیوالا ہے

نہیں سمجھا اور نے اجازت اوسکی دی اوسکے مال سے لینا نہیں

چاہیے ایک عورت کو ہزار روپے مہر ملا اور برس گذر گیا اور

طلاق پڑی قبل صحبت کے تو آدھا مہر تھا وہ کو پھیر دیا لیکن زکات

اوس کو یہ ہے کہ یہی دیگی ایک شخص کو مال بخش دیا اور پھیر لے
کے رجوع کیا یعنے ہبہ پھیر لی تو زکات دونو پر نہیں
کہ بخشنے والے کے پاس سال میں تہا اور جسکے پاس تہا اوس کے
ہیں گیا اور یہہ حیلہ ہے زکات کے نہ دینے کا ایک شخص مال
ہبہ کردے اور جب سال تمام ہونیکے ہو تو پھیر لے جب پھر
سال تمام ہونیکو ہو تو پھر ہبہ کردے بعد اوسکے پھر پھیر لے
یا جب سال تمام ہونیکے قریب ہو تو ایکدم دو مسکین کو
خیرات کر دیوے تاکہ نصاب پوری نہ ہو لیکن خدا کے آگے
حیلہ نہیں چلیگا اور فقیروں کا حق تلف کرنا اچھا نہیں ایک
فقیر کو زکات دے اور کہے تو مسجد کی تعمیر میں لگا دیجیو
حیلہ ہے مسجد کی تعمیر میں اور پل وغیرہ میں لگا دینے کا
لیکن اگر وہ فقیر نہ لگا دے تو اوسپر جبر نہیں پہنچتا زکات کا
مال تو اگر دے ایسے کہے کہ یہہ مال فقیروں کو بانٹ دے تو

جائز ہے اسواسطے کہ نیت امر کرنیوالے کی معتبر ہے اور یہی حکم
اگر وکیل سے کہا ہے کہ صدقہ نفلی ہے یا کفارہ یا نذر ہے بعد اسکے
زکات کی نیت کرلے تو درست ہے جب تک وکیل فقیر کو نہ دیا
ہو اور وکیل کو جائز ہے کہ اپنی جورو بچے محتاج کو دیوے لیکن
آپ نہ لیوے اگر موکل یہہ کہدے کہ جہاں تو چاہے وہاں یہہ مال رکھ
تو اوسکو بھی لینا درست ہے اور جو وکیل اپنے روپئے زکات
میں دیدے تو جائز ہے اگر نیت میں ہے کہ موکل کے روپئوں
میں سے لے لونگا لیکن اسمیں شرط یہہ ہے کہ موکل کے روپئے
موجود ہوں زکات میں قیمت بھی دینا درست ہے امام اعظم
رح کے نزدیک یعنے فرض و دین ایک چیز یا شے یا
اوسکی قیمت نہ یہہ کہ قیمت بدلا ہے اوسکا اسواسطے کہ بدلا
درست نہیں جب شے موجود ہو اور امام شافعی رح
نزدیک قیمت نہیں درست امام شافعی رح کی دلیل یہہ ہے

حدیث کے کمال میں ہے جہل تک کہ وے او حدیث میں آیا ہے
ما خالطت الزکوٰۃ مالا قط الا اھلکتہ
یعنے نہیں ملتی زکات کسی مال میں مگر اوسکو ہلاک کر دیتی ہے
یعنے زکات مال میں ملی ہے اور اوسمیں سے نہ نکلے تو وہ
مال ہلاک ہو جاویگا اور اوسپر بہار کہہ کر کہتے ہیں کہ مثلا
ایک شخص کے پاس چالیس بکریان ہین اوسمین سے
ایک بکری زکات کی چاہیے تھی اگر سال گذرا اور
اوسنے زکات نہ دی تو ایک بکری فقیرون کی ہو جاوگی
یہان تک کہ اگر ان چالیس بکریون کو بیچ ڈالے تو چالیسوین
حصے میں بیع درست نہ ہوگی اور یہہ بکریان مشترک
رہین گی فقیر مین اور اوسمین دودہ مین اور اون وغیرہ مین
جبتک یہہ بکریان موجود رہین اور امام اعظم رح کے
مذہب والے کہتے ہین کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اجازت دی قیمت ہی لینے کی امیر مین کو جیسا کہ صاحب ہدایہ نے
لکھا ہے اور غنی اس حدیث کے امام احمد حنبل رح نے یہہ کیے
کہ آدمی غنی ہو اور زکات لیکر اپنے مال مین ملاوے تو یہہ زکات
اوسکے مال کو ہلاک کر دیگی الغرض قیمت دینے مین آسانی ہے
اور اصل مین یہے دینا احتیاط ہے حلال نہین کہانیکا سوال
کرنا اوسکو جسکے پاس ایکدن کا کہانا ہو یا قادر ہو کمانے
جیسا صحیح سالم جنگا کہ مانگتا پہرتا ہو اور دینے والا بہی
گنہگار ہوتا ہے اگر اوسکا حال جانتا ہو اسواسطے کہ اس مین
رواج ہوتا ہے حرام کو لیکن جو اوسکا حال معلوم نہو یا کپڑا
مانگتا ہو یا کسب نہین کرسکتا اسواسطے کہ جہاد مین یا طلب
علم مین مشغول ہے تو اوسکو دینا درست ہے اگر محتاج ہو
اور مستحب یہہ ہے کہ اتنا دیوے جسمین اوسکا قوت اوسدن کا چل
جاوے اسمین لحاظ اوسکے خرچ کا اور اوسکے عیال کے

جہان کے فقیر وہان ہین زکات مین معتبر اور اچھا ہے خرچ کا
مال ہو اور وصیت مین وصیت کرنے والیکا مکان اور صدقہ
فطر مین مکان ادا کرنیوالیکا اگر زکات سیدی کی تقریب
اقربا کے لڑکون کو دے تو درست ہے جو نیت بدلا لینے کی
نہو اور جو اپنے ہاتھ سے زکات رکھے اور فقیر لوٹ لین
تو جائز ہے اور جو اوسکے ہاتھ سے گر پڑے اور فقیر اوٹھا لین
تو جائز ہے بشرطیکہ یہہ راضی ہو اور مال ضائع ہوا ہو مالک نصاب کا
نہو اور صدقہ فطر کا دے اور بعد دینے کے مالک نصاب کا
ہو جاے تو یہہ صدقہ کفایت کریگا اور ادا ہو جاویگا
بخلاف زکات کے کہ قبل مالک ہونے نصاب کے دے تو
ادا نہو گی پہر اوسکو دینا ہوگا اور جب جانے کہ صدقہ ادا کیا اور یہہ معلوم ہوا
کہ اوسپر واجب نتہا تو یہہ صدقہ نفلی ہو جاویگا یہہ اگر مالک
نصاب کا ہو تو یہہ صدقہ کفایت نہ کریگا اپنی چھوٹی لڑکی کا

نکاح کیا اگر خدمت خاوندکی کرسکتی ہو تو اوسکا دیدو
باپ پیٹی نہیں اور اگر لائق خدمت وغیرہ کے نہیں ہیں تو اونکا
باپ پیرہی ہے اگر مسلمان یا ذمی کہان ہو نے چاندی پیتل
وغیرہ کے جو مانند اونکے ہیں پاوے تو خمس دینے پانچواں حصہ اوسکا
اور چار حصے بانٹ ہوا ہے اگر زمین کسی کی یا مالک ہوا نہیں تو و
چار حصے مالک کے ہیں اور گہر میں یا کہیت میں پاوے تو اوس
میں خمس نہیں اور جواہرات جو کہا نہیں پاوے تو خمس نہیں اور
دفینہ کافرون کا ہو تو خمس ہے اور ولی ہونگا اور جو چیز کہ
سمندر سے نکلے اوسمیں خمس نہیں اگرچہ سونا چاندی ہو اگر
خزانہ پاوے اور اوسمیں علامت کفر کی ہو تو خمس ہے اور جو
اوسمیں علامت اسلام کی ہو تو وہ لقطہ ہے اوسکے مالک کو
تلاش کرکے دیوے اور جب غالب ظن یہہ ہو کہ آب نا
ملیگا اگر احتیاج ہو تو خرچ کرے لیکن جب مالک اوسکا دیا

بارھویں وزن کے بیان میں وزن بیس مثقال کا

بموجب بیان جامع الرموز اور برجندی وغیرہ کے بیہ ہے
کہ مثقال بیس قیراط ہے اور قیراط پانچ جو متوسط بن چھلکے
لیکن دو نو طرف سے نوکین کٹی ہوں تو مثقال سو جو ہوئی اور
یہی مشہور ہے متاخرین میں اور معتبر ہے شرع میں اور اہل حجاز
اسی پر ہیں اور اہل ہرات کے عمل میں یہی ہے لیکن متقدمین
کے نزدیک مثقال چھ دانق اور دانق چار طسوج اور طسوج
دو حبہ اور حبہ دو جو اور جو چھ رائی اور یہی مشہور ہے
اہل حساب کے نزدیک اور اسی پر عمل ہے اہل سمرقند کا
اور اس حساب سے مثقال انتیس قیراط اور ایک جو ہوی
جسکے چھانوی جو ہوئی تو یہ جو کہتے ہیں کہ وزن مثقال
کا مختلف نہیں ہوا جیسا کہ بعضے فاضل نے لکھا ہی درست
نہیں لیکن پہلا قول معتبر ہے بموجب حدیث کے جو فتاو

تنبیہ میں نقل کی ہے الوزن وزن مکۃ والمکیال مکیال
المدینۃ یعنی وزن معتبر وزن مکہ کا ہے اور پیمانہ مدینہ کا اب یہہ
جاننا چاہیئے کہ حضرت عمر کے وقت میں درم اور دینار جمع کیئے
گئے اور وزن سبعہ کا تحقیق ٹھہرا اور اسی پر اتفاق ہو گیا
وزن سبعہ یہہ کہ مثقال میں اور درم میں سات اور دس
کی نسبت ہے یعنی مثقال اگر دس کوڑی بھر ہو تو درم انہیں
کوڑیوں سے سات کوڑی بھر ہوگا اور جب مثقال سو جو بھر
تو درم ستر جو ٹھہرا اور جب حبہ دو جو ہوئی تو مثقال پچاس ۵۰
حبہ ہو گی اور درم پینتیس ۳۵ حبہ کا اور جسکے نزدیک مثقال چیاسی جو
کی ہے اور درم ستٹھہ ۶۷ جو اور پنجم حصہ جو کا اور جسکے نزدیک
مثقال اڑتالیس ۴۸ حبہ کی اور درم تینتس حبہ اور ایک جو اور
پنجم حصہ جو کا ہوگا پھر یہہ معلوم کیا چاہیئے کہ اس ملک میں
حساب ہے ماشہ اور تولہ کا اور تولہ بارہ ماشہ کا اور ماشہ

تھی رتی کا اور رتی چار جو کی اب اوس حساب کو اس ملک
کے حساب پر اوتارا چاہئے تو چار کئے اور نول کے جو
تو سو جو ویسی قریب ساڑھے چار ماشے کے ہونگے
ساڑھے چار ماشہ کی ہوئی اور درم درن سبھوں کے حساب
سے تین ماشہ اور ایک رتی اور ایک پنجم حصہ رتی کا ہوا
مثقال چھتیس ۳۶ رتی اور درم پچیس ۲۵ رتی اور ایک پنجم حصہ رتی
کا ہوا اور یہی اب مشہور اور معتبر ہے علما کے نزدیک اب اگر
حبہ اور رتی کے ایک ہی معنی ہیں تو مثقال پہلے حساب کے
بموجب اٹھتالیس ۴۸ رتی کی اور تیسرے حساب کے بموجب
جو اس ملک کا ہے چھتیس ۳۶ رتی کی ہوئی تو اب پہلے حساب
اور تیسرے کو ملایا چاہئے اور دوسرے کو الگ کیا چاہئے کہ
وہ معتبر نہیں تو جانا چاہئے کہ پہلے حساب میں مثقال ہو
جو کی اور پچاس رتی کی اور تیسرے حساب میں مثقال چھتیس ۳۶ رتی

[illegible]

کی اور رتی چار جو کی تو مثقال ایک سو چوالیس جو کی ہوئی
لیکن یہہ جو چھوٹے لئی گئی ہیں جیسا کہ یہان کے سوناروں
نے دیا اور تول کے دیکھا اور وہ جو متوسط لیئے ہیں تو دو نو
قریب قریب ہیں اور تولا تو کچھہ ایسا تفاوت نہ پایا تو یہان کی
رتی وہان کی تیسے بڑی ٹہری اسے جو کو اگر اونا رتیے چھتیس
رتی پر تو دو جو اور سات تسع یعنی سات نہم حصہ جو کی
ٹہرتی ہی اسواسطے کہ سو کو چھتیس پر بانٹا تو دو دو صحیح
اور اٹھائیس بچ رہے اور وہ چھتیس کے سات تسع یعنی نہم
حصے ہیں تو جب اٹھائیس کو نوین ضرب دیا یعنی نو بار لیا
دو سو باون نہم حصے ہوئے اسکو چھتیس بانٹا سات سات
نہم حصے پہنچے اور اس رتی کو بھی رتی کہیئے اور اسکو بھی اور دونو
میں فرق سات نہم حصے کا ہے اور قیراط پانچ جو تھی
ایک رتی اور چار پنجم حصے رتی کے ٹہرتی ہے اسواسطے کہ

رتی تین جو کی دو نہم جیسے جو کی کم باقی رہی دو جو اور دو
جیسے جو کی اور یہہ چار نہم جیسے رتی کے ہیں کیونکہ رتی چھہ
نہم جیسے جو کی ہوئی اور دو جو اور دو نہم جیسے جو کی
نہم جیسے جو کے ہیں اور بیس پچیس کا چار نہم حصہ ہے اور پہلے
حساب میں رتی دو جو کی نو قیراط اڑہائی رتی ہوئی اور
یہہ اپنی اپنی اصطلاح ہے اسواسطے کہ جو اگر بڑے لیجیے تو
یکی رتی دو جو کی ٹھہر جاوگی مثلا اور حب مثقال ساڑہے چار
ماشے ہوئی تو بیس مثقال جو نصاب سونے کی ہے ساڑہے
سات تولے ہوئی اور دو سو درم جو نصاب چاندی کی ہے
وزن سبعہ کے حساب سے ایک سو چالیس مثقال ہوئے
جسکے ساڑہے باون تولے ہوتے ہیں اور لکھنو کے روپے
سے جو گیارہ ماشے کا ہے ستاون روپیے تین ماشے چاندی
ہوتی ہے اور یہی مشہور اور معمول ہے علما میں اور بعضے علما

لکھتے ہین کہ تحقیق یہ ہے کہ رتی جو تین جو دو نیم حصے جو کا
کم ٹھہری ہے یعنی کم ہے چار جو والی رتی سے اور وے جو کیا
ماشے سے چار جو والی رتی سے ہے اور دس رتی سے
گیارہ ماشے اور دو رتی ہے تو اس قول کے بموجب نوسے
چھپن روپیئے لکھنو کے نصاب چاندی کی ہوتی ہے لیکن وزن
کرنے سے اتنا معلوم تو ہوتا ہے کہ چلن کا سکہ لکھنو کا یعنی چھوٹی
گولی کے روپئے سے کم ہے یا ورتی کے قریب اور یہی وزن
ہر جگہ سمجھا چاہیے مثلاً دس درم شرعی کہ جس سے کم مہر نہین درست
امام اعظم رہ کے نزدیک اور چور کا ہاتھ کاٹنا نہین درست
اس سے کم مین بموجب مشہور کے ساڑھے اکتیس ۳۱ ماشے
چاندی ہوتی ہے اور پانسو درم جو مہر حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے بی بیونکا ہے اوسکے ایک سو اکتیس تولے
تین ماشے چاندی ہوتی ہے جسکے ایک سو تینتالیس روپیے

دو تولے چاندی ہوئی اگر گیارہ ماشے کے روپیے ہیں اور جو تو دو تولی
زیادہ ہوگا تو ایک سو چالیس روپئے ہوئے اور چار سو مثقال
جو مہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کا یعنی حضرت
فاطمہ وغیرہا رضی اللہ عنہن کا ہے جسکے ڈیڑہ سو تولے چاندی
ہوئی اور گیارہ ماشے کے روپیے ایک سو تریسٹھ روپیے
سات ماشے ہوئے اور جو دو رتی زیادہ ہو تو ایک سو ساٹھ
ہوئے اور صدقہ فطر کا آدہا صاع عراقی
گیہوں اور صاع عراقی آٹھ رطل اور رطل بیس استار
اور استار ساڑھے چار مثقال اور مثقال ساڑھے چار
ماشے تو صاع تین ہزار دو سو چالیس ماشے ہوا اور آدہا
صاع سولہ سو بیس ماشے جسکے ایک سو سینتالیس روپیے
تین ماشے وزن ہوا لکھنؤ کے روپیے سے جو گیارہ ماشے کا
ہے جسکا ڈیڑہ سیر اور تین روپیے اور تین ماشے بھر ہوا لکھنؤ

سیر ہے جو چھیانوے روپئے بھر ہے یہ حساب شیخ وقائع

کے طور پر ہے اور درمختار میں لکھا ہے کہ صاع عنبر کا وزن

ایک ہزار چالیس درم ہے جسکے ہوئے تین ہزار دو سو چھتیس

جسکے ہوئے دو سو تہتر تولے جسکے ہوئے دو سو ستانوے

روپئے نو ماشے وزن جسکے ہوئے تین سیر ڈیڑھ چھٹانک لکھنؤ

کے سیر سے جسکا نصف ہوا ڈیڑھ سیر اور پون چھٹانک جسکا

حساب لگا ایک چھٹانک ڈیڑھ سیر آدہے صاع کا ادا کیا جاتا ہے

اور یہی کفارہ نماز کا ہے یعنے جو کوئی مرجاوے اور اوسکے

ذمے نمازیں قضا ہوں تو ہر نماز پیچھے چھٹانک ڈیڑھ سیر اوسکی

طرف سے دیا جاوے اور ایک دن رات کی چھ نمازیں

ہوتی ہیں مع وتر تو چھ نماز دن کا نو سیر اور ڈیڑھ پاؤ ہوا

اور اسیطرح جتنی نمازیں گئے ہوں حساب کرلیں اور روزے

قضا ذمے پر اوسکے ہو تو ہر روزے پیچھے بھی اتنا ہی

یعنے چہانک ڈیڑہ سیر اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے اور امام شافعی
کے نزدیک پورا صاع حجازی ہے اور وہ پانچ رطل اور ایک تہائی
رطل کا ہے اور رطل اٹہوان حصہ صاع عراقی کا ہے جسکے سکے
روپئے اور ایک ماشہ اور تین رتی وزن ہوتا ہے جسکا ڈیڑہ پاو
اور ایک تولہ اور تین رتی ہوا وزن معتبر ہے اور ثلث رطل کا
آدہ پاو اور چار ماشے اور ایک رتی ہوا اور مجموع صاع علی
چہانک دو سیر پورا ہوا اگر کوئی کہے کہ موجب حدیث کے جو فتاوی
فقیہ مین لایا ہے چاہیے صاع حجازی معتبر کہین اور اوسکا نصف
صدقہ ٹہراوین جواب اوسکا یہہ ہے کہ اگر اوسکا نصف صاع
ٹہراتے تو ایک سیر آدہی چہانک ہوتا اور صاع عراقی کا نصف
پون چہانک ڈیڑہ سیر ہوتا ہے تو احتیاط اسی مین ہے اور
اس صاع کا ہی استعمال دینے مین ہوا ہے اگر کوئی کہے کہ پورا صاع
کیون نہین ٹہراتے جواب اسکا یہہ کہ حدیث مین آدہا صاع

بعد از حمد و صلوٰۃ کے اصل بعض ہیئت

بھی آیا اور پورا اصاع بھی تو آدھا محمول ہے وجوب پر اور پورا
نفل پر یعنے آدھا دینا واجب اور پورا دینا مستحب لیکن
امام شافعی کے نزدیک پورا اصاع حجازی واجب ہے اور
اسمین احتیاط زیادہ ہے اگا ہوا چاہیئے کہ حدیثون مین
جو نصاب کے بیان مین مثقال کا لفظ آیا ہے تو یہہ دلیل ہے
کہ وزن مراد ہے نہ سکہ اسواسطے کہ مثقال نام وزن کا
ہے اور کبھی دینار اور درہم کو بھی وزن کی جگہہ بولتے
ہین اگرچہ یہہ سکے کے نام ہین اور حدیث جو فتیہ مین آئی
ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے کہ وزن مراد ہے اور سکہ
نہین مراد اور وزن سبعہ جو خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ
مین ٹہرا یہہ بھی وزن کے مراد ہونیکی دلیل ہے تو پہا
یہہ جو کوئی کہے کہ شہر کا درم دینار معتبر ہے اور اسی
بنا پر یہہ کہے کہ ہندوستانین دوسو درم دوسو روپیہ ہے

ہوئے اور بیس دینار بیس اشرفی اور دس درم مہر شرعی دس روپئے
ہوئے تو یہہ قول سچا نہیں اسواسطے کہ اسمیں لازم آتا ہے
کہ دو سو روپئے تک زکات نہ ہوا اور اسمیں بڑی حق تلفی
فقرا کی ہے اور تبدیل مقدار شرعی کی بلکہ اس سے لازم آتا ہے
کہ ٹیپو سلطان کے وقت کے دو سو روپئے تک زکات معاف ہو
اور ایک روپیہ اوسکا چار روپئے بہرکا تہا ہمارے روپئے
سے تو دو سو روپئے اوسکے ہمارے آٹھہ سو ہوئے قریب چودہ نصاب
شرعی کے تو کسقدر تبدیل مقادیر شرعی کی ہوئی اور اسیطرح
اشرفی کو سمجہا چاہئے کہ اشرفی مرشدآبادی مثلا تولے
بہرکی ہے تو بیس تولے سونے تک زکات معاف ٹہری اور
اسیطرح دس روپئے نہوں تو مہر نہ بندہے اور اسمیں صریح
حرج ہے اور خلاف احادیث کے اگر کسی فقیہ نے مراد
لیا ہوگا تو وزن درم اور دینار کا اپنے ملک کا لیا ہوگا نہ یہہ

کہ جو چاندی کی چلے وہ درم ہے اور جو سونے کی چلے
وہ دینار کیونکہ عرب میں ریال چاندی کا چلتا ہے اور
وہ دو روپے سے زیادہ کا ہوتا ہے تو وہی درم ہوا اور
دو سو ریال نصاب ٹہرے اور دکھن میں ہن سونے کے چلتے
ہیں اور وہ مثقال سے کم ہوتے ہیں تو چاہئے بیس ہن نصاب
ٹہرے تو ساڑھے سات تولے سے کم پر بھی زکات آجاوے
اور یہہ سب بعید ہے قیاس شرعی سے کہ افراط اور تفریط حد سے
زیادہ لازم آتی ہے اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا مِنَ الْاِفْرَاطِ
وَالتَّفْرِيطِ وَتَوَفَّنَا فِي اُمَّةٍ وَسَطٍ بِفَضْلِكَ
وَاَنْتَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ ۝ تمت

